ناول۔پہلی قسط

# زنیرا

رمانہ عمر

زنیرا ایک ایسا کردار ہے جو آپ کو سڑکوں، بسوں، کالجوں، بازاروں میں چلتا پھرتا نظر آتا ہے۔اس کا سراپا مستور ہوتا ہے۔لوگ اس پر فقرے کستے ہیں۔اور باتیں بناتے ہیں مگر کوئی یہ نہیں سوچتا کہ............اس پر کیا گزرتی ہے!

ثانیہ آج صبح ہی سے اپنی طبیعت گری گری محسوس کر رہی تھی۔فزیو کا پیریڈ شروع ہونے تک اسے چکر بھی آنے لگے تو وہ ثنا کو بتا کر باہر نکل آئی۔اتنی ہمت نہ تھی کہ کینٹین تک جاتی بمشکل گرلز کامن روم تک پہنچی اور وہیں صوفے پر ڈھے گئی۔

کسی نے نرم ہاتھوں سے اس کو چھوا تو اس نے آنکھیں کھولیں۔

''کیا ہوا ثانیہ؟ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟''

ایک اجنبی لڑکی شناسا سی مسکراہٹ لیے اس کو اس کے نام سے پکار رہی تھی تو ظاہر ہے وہ اسے جانتی تھی مگر ثانیہ اسے نہ پہچان سکی۔

''جی......میں......شائد میرا بی پی لو ہو گیا......چکر آرہے ہیں''
اس نے بمشکل کہا اور دوبارہ آنکھیں موندلیں۔

''اوہ اچھا۔فکر نہ کریں میں ابھی آئی''یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئی۔

کچھ دیر بعد وہی لڑکی، جوس اور پانی لیے، پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ تیزی سے چلتی ہوئی آئی۔

''لو یہ پیو اور اپنا نمبر مجھے دے دو۔تمہارے گھر فون کر دوں۔''

''شکریہ بہت بہت۔آپ فرسٹ ائیر میں ہیں؟''اس نے لڑکی کی جھیل جیسی آنکھوں میں جھانک کر پہچاننے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''میں؟ ارے تم نے پہچانا نہیں؟ میں زنیرا وسیم ہوں......تمہاری کلاس فیلو......مس نجا......''

اس نے خوشدلی سے کہا اور اپنے چہرے کو نقاب سے ڈھانک کر دکھایا۔دونوں بیک وقت ہنسنا شروع ہوئیں اور پھر دیر تک ہنستی ہی گئیں۔

''اب کیسا محسوس کر رہی ہو؟''زنیرا نے گھڑی دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اب ٹھیک ہوں۔فزیو کے بعد تو بایو ہے ناں؟ اسے چھوڑا تو قیامت ہی آجائے گی۔ویسے تم یہاں کیوں ہو؟''اس نے شک بھری نظروں سے زنیرا کو گھورا۔

''ارے نہیں بھئی بنک نہیں کر رہی۔اس وقت ظہر پڑھنے آتی ہوں۔تمہیں دیکھا تو رک گئی۔''

دونوں کے درمیان تکلفات کے پردے جلد ہی ہٹ گئے اور ایک ہی ملاقات میں دوستی کے مرحلے طے ہو گئے۔

جب دونوں ساتھ کلاس میں داخل ہوئیں تو ثانیہ کی سہیلی ثنا کسی سے باتیں کر رہی تھی اور انہیں آتا دیکھ چکی تھی مگر اس نے ثانیہ کو یکسر نظرانداز کر دیا اور گفتگو جاری رکھی۔

☆......☆......☆

ثانیہ کالج گیٹ سے نکل رہی تھی جب ثنا نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔''یہ نقاب پوش ملانی کس لئے تمہارے اردگرد پھرنے لگی ہے۔ذرا اپنی خیر مناؤ یہ لوگ بڑے خطرناک ہوتے ہیں......برین واشنگ کے ماہر......ان سے دور ہی رہا کرو......''

''اور ہاں! تم فزیو میں کہاں تھیں؟''اسے ایک دم یاد آیا۔

ثانیہ نے چلتے چلتے پلٹ کر ثنا کو قہر آلود نگاہوں سے گھورا اور رک گئی۔ثنا بھی رک گئی۔

''یہ نقاب پوش ملانی اب میری دوست ہے اور خطرناک نہیں بلکہ بہت ہمدرد ہے......رہا تمہارا یہ فکر کرنا کہ میں فزیو میں کہاں تھی تو اس کا شکریہ۔ذہن پر زور ڈالو تو یاد آجائے گا کہ میرا بی پی لو تھا اور میں تم کو بتا کر کلاس سے نکلی تھی۔

ثانیہ یہ سب کہہ کر تیز قدم اٹھاتی کالج گیٹ سے نکل گئی۔ثنا ہکا بکا

اسے جاتا دیکھتی رہی اور پھر منہ بگاڑ کر ”ہونہہ“ کہتی وہ بھی نکل گئی۔

☆......☆......☆

زنیرا کو کونے کی میز پر بیٹھا دیکھ کر ثانیہ بھی وہیں چلی آئی۔ ”تم آج کینٹین میں کیسے......خیریت؟“

”السلام علیکم ثانیہ! آؤ بیٹھو۔“ وہ خوشدلی سے بولی۔

”آج پتہ چلا کہ گرلز کامن روم میں کھانے پر پابندی ہوتی ہے تو یہاں ہی چلی آئی۔ تم بتاؤ؟ آج ثنا نہیں آئی؟“

”آئی ہے۔ آتی ہی ہوگی۔ یہ بتاؤ اس نقاب کے ساتھ کھانا مشکل نہیں لگتا؟“ اس نے جھجکتے ہوئے سوال کیا۔

”نہیں! شروع میں مشکل ہوتی تھی۔ مگر اب عادت جو ہوگئی ہے۔“

اسی دوران ثنا کینٹین میں داخل ہوئی اور زنیرا کو پھر سے ثانیہ کے ساتھ دیکھ کرنا گواری کی ایک لہر اس کے چہرے پر لہرائی۔ پھر وہ شاطرانہ مسکراہٹ کے ساتھ دونوں کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی اور براہ راست ثانیہ سے مخاطب ہوئی۔

”تو اب یہاں بھی درس سننے پڑیں گے؟“

ثانیہ کے چہرے پر شرمندگی کا تاثر ابھرا اور وہ بولی:

”ثنا، یہ کیا بات ہوئی؟ واٹ آر یو ٹاکنگ اباؤٹ؟“

”اصل میں میں ذرا اسٹریٹ فارورڈ قسم کی لڑکی ہوں۔ منافقت نہیں کرتی۔ مجھے تو یہ بات آج تک سمجھ ہی نہیں آئی کہ آج کے زمانے میں فیس کور کرنے کی کیا لوجک ہے؟ آخر یہ کیا کومپلکس ہے کہ ایک انسان خود اپنی پہچان، اپنے ہی چہرے کو چھپا لے؟ کیا خیال ہے آپ کا مس زنیرا؟“ اس نے اپنے چہرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے زنیرا سے پوچھا۔

زنیرا نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ دھیرے سے بولی:

”چھوڑیئے ثنا۔ یہ بات پھر کبھی سہی۔ اس وقت آج کی بریکنگ نیوز پر بات کیجئے جو یہ ہے کہ ڈاکٹر صبیحہ نے تھرسڈے کو ٹیسٹ اناؤنس کر دیا ہے۔“

”کیا؟“

ثانیہ اور ثنا دونوں ہی اس خبر سے تھرا گئیں۔

”اتنی جلدی؟“ ”مگر تم کو کس نے بتایا؟“

”ابھی آتے ہوئے کاریڈور میں ملی تھیں۔ اب کلاس میں اناؤنس کریں گی۔“

☆......☆......☆

زنیرا اور ثانیہ تیز تیز قدم اٹھاتی میڈیکل کالج کی عمارت سے باہر نکل رہی تھیں کہ لڑکوں کے ایک منچلے گروپ کے پاس سے گزریں: ایک آواز آئی۔

”ڈاکٹر صاحبہ جلدی کیجئے مریض کو سی پی آر کی ضرورت ہے۔“

دوسرے لڑکے نے زنانہ آواز نکالی:

”سوری سر میرے منہ پر تو نقاب ہے۔ سی پی آر کرنے سے گناہ ہوتا ہے“ اس کے بعد دیر تک مردانے قہقہوں کی آوازیں آتی رہیں۔ دونوں نے ان آوازوں کو سنا تو، مگر پلٹ کر نہیں دیکھا جب وہ گیٹ سے نکل گئی تو ثانیہ بولی۔

”کیا گھٹیا حرکتیں ہیں؟ یہ ڈاکٹر بننے آئے ہیں یہاں؟“

زنیرا نے مسکراتے ہوئے دھیرے سے کہا ”چھوڑو! جانے دو ہر کوئی اپنا اپنا ظرف رکھتا ہے۔“

”یہ کیا بات ہوئی۔ تم ہر دفعہ کہتی ہو چھوڑو اور بات بدل دیتی ہو۔ تم پر کسی بات کا کوئی اثر نہیں ہوتا؟“ ثانیہ جھلائی۔

”ثانی! اگر میں اثر لیتی تو آج یہاں تک نہ پہنچ پاتی۔ لوگوں کا کیا ہے۔ باتیں تو بنائیں گے۔ اس پر نہیں تو کسی اور بات پر۔ میں کسی کے کہنے سے اپنا حلیہ تھوڑی بدل لوں گی اور ویسے بھی یہ اسکارف، یہ نقاب، یہی تو میری پہچان ہے اور اپنی پہچان سے جڑے رہنا آسان کام نہیں ہوتا۔“ وہ جذب سے بولے گئی۔

ہنستے، روتے، امتحان دیتے، جان کھپا کر پڑھائی کرتے وقت گزرتا رہا زنیرا اور ثانیہ کی دوستی پختہ تر ہوتی چلی گئی۔ کبھی ثانیہ زنیرا کے گھر آجاتی اور کبھی زنیرا ثانیہ کے گھر۔ زنیرا کا گھر بھرا پڑا تھا ہر وقت کا شور شرابہ رہتا۔ اس کا کمرہ بھی الگ نہیں تھا۔ ذاتی ملکیت میں بس پڑھنے کی ایک میز اور ایک الماری ہی تھی جس میں کپڑوں جوتوں سے زیادہ کتابیں ہی دھری

تھیں۔

ادھر ثانیہ کے گھر میں گنتی کے افراد تھے۔ بھائی اعلیٰ تعلیم کے لئے ملک سے باہر تھا اور ماں باپ کے علاوہ ایک بڑی بہن رابعہ تھی۔ رابعہ شادی کے بعد چند روز ہی سسرال رہی مگر مزاج کی تیزی ایسی تھی کہ مشترکہ رہائش زیادہ عرصہ نبھا نہ سکی۔ گھر الگ کر لیا اس کے شوہر ظفر کی نوکری شپ پر تھی اسلئے وہ زیادہ تر شہر سے باہر رہتے تھے۔ رابعہ اب مستقلاً والدین کے ساتھ رہتی وہ سولہ گریڈ کی سرکاری آفیسر تھی۔ نخرے اور انداز بھی افسرانہ تھے۔ گھر کے نوکر سے لے کر ماں باپ تک سب اس کی رعب میں رہتے اور اگر خلاف مزاج کوئی بات ہو جاتی تو محلے والوں تک آواز جاتی۔

زنیرا جب ثانیہ کے گھر آکر گھنٹوں پڑھتی تو بے تکلفی کے ساتھ گھر میں گھوم لیا کرتی۔ ثانیہ کے والد مسجد اور اپنے کمرے کے علاوہ کہیں نہ پائے جاتے۔ شرافت اتنی تھی کہ اپنے گھر میں داخل ہوتے ہوئے کھنکھارتے، اس لئے زنیرا کو یہاں بے پردگی کی چنداں فکر نہ تھی۔ یہاں تک کہ میڈیکل کے آخری سال تک پہنچتے پہنچتے اسے ثانیہ کے باورچی خانے کی ہر چیز کا علم ہو چکا تھا۔ کس خانے میں کیا رکھا جاتا ہے، کون سا برتن مہمانوں کا ہے، کون سا گھر کا ہے۔ ایسا نہیں تھا کہ دونوں سہیلیوں کے مزاج ملتے تھے بلکہ اتنی گہری دوستی کا راز یہ تھا کہ دونوں ہی ہنس مکھ اور کھلے دل کی تھیں۔ اختلافات بھی ہو جاتے تھے۔ مگر کبھی لڑائی کی نوبت نہ آئی پھر اس دوستی نے بہناپے کا روپ اس وقت دھارا جب میڈیکل کالج کا آخری سال تھا اور دونوں کلینیکل ڈیوٹی پر تھیں۔

☆......☆......☆

''ڈاکٹر ثانیہ بیڈ نمبر چودہ آپ کی مریضہ ہے؟'' ڈیوٹی نرس بوکھلائی ہوئی بھاگتی آرہی تھی۔ ثانیہ اس کی حالت دیکھتے ہی کھڑی ہوگئی اور دونوں نے کمرے کی جانب دوڑ لگا دی۔

اندر کا حال دیکھ کر ثانیہ کے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ اس نے اپنے حواس مجتمع رکھنے کی پوری کوشش کی مگر پانچ منٹ کے اندر ہی مریضہ کی چیخیں سن کر اور اس کا حال دیکھ کر ثانیہ کو چکر آنے شروع ہو گئے۔ ڈیوٹی نرس اپنی مریضہ کو چھوڑ چھاڑ ثانیہ کو سہارا دیتی ہوئی ڈاکٹر زروم میں لائی۔ وہ سخت غصے میں تھی اور کھلے کھلے مغلظات بک رہی تھی۔

''سالیاں! چو ہا تو مار نہیں سکتیں ڈاکٹر بن گئی ہیں۔ کس الو کے پٹھے نے ان کی ڈیوٹی گائنی میں لگائی ہے؟

''چلو...... ڈیوٹی ڈاکٹر کو بلاؤ۔ وہ نمبر چودہ کی شیرنی دھاڑے چلی جا رہی ہے لگتا ہے سالی یہی دنیا میں پہلی دفعہ بچہ جننے آئی ہے۔''

بکتی جھکتی نرس نے ثانیہ کو کرسی پر پھینکا اور دوبارہ بیڈ چودہ کی طرف بھاگی۔

زنیرا جو ڈیوٹی ختم ہونے کے بعد آنکھ بند کئے لیٹی تھی ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھی۔ چند لمحے لگے اسے معاملے کی تہہ تک پہنچنے میں۔ اس نے چودہ نمبر سن لیا تھا سو وہ اپنا اسٹیتھو سنبھالتی، نقاب درست کرتی نرس کے پیچھے بھاگی۔ مریضہ کی حالت واقعی بگڑ چکی تھی۔ زنیرا نے ڈیوٹی ڈاکٹر کے آنے سے قبل ہی ''او آر'' فون کر کے تمام لوازمات مکمل کروا لیے چنانچہ جیسے ہی ڈاکٹر داخل ہوئی منٹوں کے اندر مریضہ کو آپریشن تھیٹر منتقل کر دیا گیا۔ اس طرف سے فارغ ہو کر زنیرا کو ثانیہ کا خیال آیا۔ وہ نرس روم سے جوس کے ڈبے اٹھاتی ڈاکٹر زروم تک پہنچی تو ثانیہ کو بے ہوش پایا۔

زنیرا نے اسے بیڈ پر لٹایا، پانی کے چھینٹے دیئے، بمشکل تمام وہ ہوش میں آئی تو اسے جوس پلایا۔ بی پی نارمل ہوا تو ثانیہ کو اس فکر نے آگھیرا کہ مریضہ کا کیا ہوگا؟ اور پھر اس کا اپنا کیا ہوگا؟ زنیرا نے ثانیہ کے ٹھنڈے یخ ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اور کہا۔

''ڈاکٹر صاحبہ! مریضہ تو خیر سے اپنا بچہ اپنی گود میں لے کر ہسپتال سے جائے گی ان شاء اللہ مگر سوال یہ ہے کہ آپ ڈگری لے کر میڈیکل کالج سے جاسکیں گی یا نہیں؟ یہ سب کیا تھا مائی ڈیئر؟ اس طرح کام کیسے چلے گا؟ ڈاکٹر بننا بچوں کا کھیل ہے کیا؟''

''میں جانتی ہوں زونی! مگر میں کیا کروں؟ یہ میرا بی پی...... اس پر میرا کنٹرول کب چلتا ہے؟'' ثانیہ نے بے بس ہوتے ہوئے۔ زنیرا نے جوس کا ایک اور ڈبہ کھولا اور ثانیہ کو دیتے ہوئے بولی:

''دیکھو ثانی! یہ کمزوری ہم پر اسی وقت غالب آتی ہے جب ہم سخت ذہنی دباؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ تم فائنل ایئر میں ہو تم سب کچھ سیکھ

چکی ہو اور ایسی سچویشن کو سو فیصد سنبھال سکتی ہو۔ خود میں اعتماد لاؤ ثانی! اس طرح کام نہیں چلے گا۔''

ثانیہ نے بے یقین نگاہیں اٹھائیں اور زنیرا کی آنکھوں میں یقین تلاش کرتے ہوئے پوچھا۔

''میں سچویشن سنبھال سکتی ہوں زونی؟''

''ہاں یار! کیوں نہیں۔ جب میں کر سکتی ہوں تو تم کیوں نہیں؟''

''خیر اپنی بات نہ کرو تم تو یا بیٹ مین ہو یا سپر مین! ویسے یہ اتنا سارا اعتماد...... آیا کہاں سے تمہارے پاس؟''

زنیرا نے کوئی جواب نہ دیا اور مسکراتی رہی۔

وہ اسے کیا بتاتی کہ'' ثانیہ بی بی! میں نے سونے کا نوالہ منہ میں لے کر تو آنکھ کھولی نہیں۔ خواہشات کا گلا بھی گھونٹا، بسوں کے دھکے بھی کھائے، لوگوں کے طعنے بھی سہے اپنوں کے بھی اور غیروں کے بھی۔ راتوں کو تکیے بھی بھگوئے۔ زندگی کی ڈھیروں بدصورتیاں دیکھیں۔ اگر میں خود میں اعتماد نہ لاتی تو یہ معاشرہ جینے کی اجازت دیتا مجھے؟''

زنیرا یہ سب سوچ کر بھی کہہ نہ سکی۔ ظاہر ہے جو شخص گہرے پانیوں میں اترا ہی نہ ہوا سے ہاتھ پیر مارنا اور تیرنا کوئی کیسے سکھائے۔

(باقی آئندہ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے بہتر وہ ہے، جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہے، اور میں اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہوں۔'' (ترمذی)

بندہ خدا: TM-STORE


**تمام مسلمانوں سے اپیل**

25 ہزار پر مشتمل مدنجی سٹی فرقہ بندیوں و مسلکی اختلاف میں جکڑا ہوا ہے

معزز علماء کرام کی مشاورت و رہنمائی میں مسجد و درسگاہ کیلئے 6500 فٹ حاصل کردہ پلاٹ پر تعمیرات جاری ہے

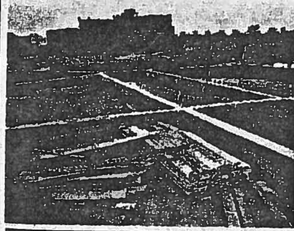

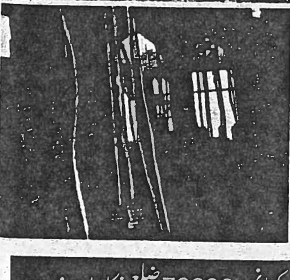

عظیم الشان تربیت گاہ جامع ارقم
آج کل فرقہ بندی ایک وبا کی طرح پھیل چکی ہے۔ مستقبل کے معمار ہمارے نوجوان اس کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس وبا سے چھٹکارے کے لئے نوجوانوں کو قرآن وحدیث کے علم کی روشنی پہنچانا اہم فریضہ ہے۔ اس فریضے کے لئے جامع ارقم کی تعمیر میں خصوصی تعاون کی درخواست ہے

1۔ مسجد التقوی کی تعمیر تخمینہ 25,00000/-
2۔ درس گاہ جامعہ ارقم کے طلبہ کی تعلیم و رہائش کے لئے 4 کمروں کی تعمیر فی کمرہ تخمینہ 3,00000/- روپے۔
3۔ مسجد التقوی سے متصل طالبات و خواتین کی تعلیم و تربیت کے لئے 3000 ہزار فٹ زمین کی خریداری (خواتین کی مسجد)
تمام مسلمان کے لئے، اپنے، اپنے مرحومین کی مغفرت، اپنی اولاد کے بہترین مستقبل اور مشکلات و مصائب سے نجات کے لئے بہترین موقع ہے۔

فون: 0331-2699172
0304-8935388

اس وقت تمام طلبہ دیہات سے صبح سے تعلیم کے لئے آتے ہیں، اور مغرب کے بعد ہاسٹل نہ ہونے کے سبب واپس چلے جاتے ہیں

آپ کے تعاون کا منتظر: مولانا قاری عظمت اللہ بھٹو A/C نمبر NBP 2056-4082427367
حافظ قاری شہزادہ عبداللہ بھٹو A/C نمبر UBL 0636-237278575
جامعہ ارقم مسجد التقوی مدنجی سٹی کوڈ نمبر 78030 ضلع شکارپور سندھ